سوال

ناحق بدعا کے قبول ہونے کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر کوئی شخص کسی کو ناحق بد دعا دے تو کیا وہ قبول ہوجاتی ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ظالم کے خلاف بددعا کرنا جائز ہے لیکن کسی کے خلاف ناحق بددعا خود ظلم اور حرام فعل ہے لہذا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ مظلوم کے لیے جائز ہے کہ وہ بغیر کسی زیادتی کے ظالم کے خلاف دعا کر سکتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

"برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالی پسند نہیں فرماتا مگر مظلوم کو اجازت ہے" النساء (148).

ابن ابی حاتم نے (416/4) حسن سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"مظلوم کے لیے رخصت دی گئی ہے کہ وہ ظلم کرنے والے کے خلاف دعا کر سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ دعا میں زیادتی نہ ہو"

دیکھیں: تفسیر الطبری (3444/9)۔

اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تین (اشخاص) کی دعا بلاشک وشبہ قبول ہوتی ہے: مظلم کی دعا، اور مسافر کی دعا، اور والد کی اپنی اولاد پر"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1905) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

اگر کوئی مسلمان شخص مجھ پر ظلم کرے تو کیا میں اس کے خلاف بد دعا کر سکتا ہوں، اور دعا کیا ہوئی ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا :

جس شخص پر ظلم و ستم ہوا ہو تو وہ مدد و نصرت کے لیے اس کے خلاف بد دعا کر سکتا ہے، اور اس دعا میں وہ ظالم کے خلاف دعا میں زیادتی مت کرے ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{ اور جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے لے تو ایسے لوگوں پر (الزام کا) کوئی راستہ نہیں } الشوری (43). انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (262/24) ۔

لیکن معافی و درگزر تقوی کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالی کو زیادہ پسند ہے ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

" اور برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے، اور جو معاف کردے اور اصلاح کرلے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، یقینا اللہ سبحانہ وتعالی ظالموں سے محبت نہیں کرتا " الشوری (40).

سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" اللہ سبحانہ وتعالی نے عفو و درگزر میں اصلاح کی شرط رکھی ہے، یہ اس کی دلیل ہے کہ اگر جرم کرنے والا معافی و درگزر کے لائق نہیں، اور شرعی مصلحت کا تقاضا ہو کہ اسے سزا دینی چاہیے تو پھر اس حالت میں یہ معافی کے حکم پر عمل نہیں ہوگا ۔ اور معاف کرنے والے کے لیے اجر و ثواب رکھنا اسے معافی پر ابھارتا ہے، اور اس کی دعوت دیتا ہے کہ مخلوق کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جسے اللہ سبحانہ وتعالی پسند فرماتا ہے، جس طرح وہ یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی اسے معاف کردے اس طرح اسے بھی چاہیے کہ وہ دوسرے انسان کو معاف کردے، اور جس طرح وہ پسند کرتا ہے کہ اللہ اس سے درگزر کرے اسے بھی لوگوں سے درگزر کرنی چاہیے، کیونکہ بدلہ جو جنس العمل ہوتا ہے یعنی جیسا کرنا ویسا بھرنا " انتہی

دیکھیں : تفسیر السعدی (760) ۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''عفو و درگزر کی بنا پر اللہ سبحانہ وتعالی بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2588).

اور امام احمد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے تو آپ نے فرمایا :

" رحم کرو تم پر بھی رحم کیا جائیگا، اور معاف و درگزر کرو تو اللہ تعالی بھی تمہیں بخش دے گا "

مسند احمد حدیث نمبر (6505) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب حدیث نمبر (2465) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اور پھر جن افراد میں رشتہ داری اور دوستی و معاشرت پائی جائے ان کی آپس میں معافی و درگزر اور بھی یقینی ہو جاتی ہے ؟

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

محدث فتوی

فتوی کمیٹی